# جلسہ سالانہ پر جن وظائف کا اعلان کیا تھا وہ ادائے حقوق کے وظائف ہیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴؍ مارچ ۱۹۸۰ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

گزشتہ جلسہ سالانہ پر مَیں نے جماعت کی تعلیمی پالیسی کا اعلان کیا تھا۔ اپنی طرف سے تو میں نے کافی وضاحت کر دی تھی مگر معلوم ہوتا ہے کہ پوری طرح وضاحت نہیں ہوئی جماعت کے طلباء پر بھی اور ایک کمیٹی میں نے بنائی تھی اس پر بھی۔

دنیا میں عام طریق یہ ہے کہ انعامی وظائف دیئے جاتے ہیں۔ انعامی وظائف کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص جو ذہین ہے اور یونیورسٹی میں فرسٹ آجاتا ہے۔ مثلاً ایم۔ ایس۔ سی فزکس میں یا بی۔ ایس۔ سی میں یا بی۔ اے میں یا ایف۔ اے میں یا ایف۔ ایس۔ سی میں تو یونیورسٹی کی طرف سے اسے وظیفہ ملتا ہے قطع نظر اس کے کہ اس کے خاندان کے مالی حالات کس قسم کے ہیں۔ اگر ایک کروڑ پتی کا بیٹا ذہین ہو اور فرسٹ آجائے تو اسے وظیفہ دے دیتے ہیں۔ یہ ضرورت کے مطابق یا استحقاق کے مطابق اسلامی اصطلاح میں وظیفہ نہیں۔ یہ انعامی وظیفہ کہلاتا ہے۔ مَیں نے جن وظائف کا اعلان کیا تھا جلسہ پر وہ انعامی وظائف نہیں تھے ادائے حقوق کے وظائف تھے۔

خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے اگر کسی بچے کو ذہن رسا عطا کیا اور علم کے میدان میں آگے سے آگے بڑھنے کی قابلیت اس میں پیدا کی لیکن وہ بچہ ایک غریب کے گھر میں پیدا ہو تو اس سے

اسلامی عقل یعنی وہ عقل جس کی نشوونما اسلام نے کی ہے یہ نتیجہ نہیں نکالتی کہ اس بچے کی پڑھائی کا کوئی انتظام نہیں ہونا چاہیئے بلکہ اسلام نے ہر قوت اور استعداد جو انسان کو ملی اس کے متعلق یہ وضاحت سے کہا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اور اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ ہے کہ ہر قوت اور استعداد کی نشوونما ہو اور یہ نشوونما اپنے کمال کو پہنچے اور یہ نشوونما اپنے کمال پر پہنچنے کے بعد اپنے کمال پر قائم رہے اور یہ کہ اس غرض کے لئے جس چیز کی بھی ضرورت تھی خدائے علام الغیوب کی نظر میں اس نے کائنات میں وہ پیدا کر دی ہے۔ اگر کسی شخص واحد کو یہ حق جو خدا تعالیٰ نے قائم کیا ہے نہیں ملتا تو وہ مظلوم ہے اور دنیا میں کوئی شخص یا اشخاص ایسے ہیں جو ظالم ہیں اور اس کے حق پر قبضہ کئے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں علمی قابلیت کے متعلق علیحدہ بھی کھول کر بیان کیا ہے کہ یہ قابلیت اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے۔ قرآن کریم میں فرمایا:-

وَ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا (الطلاق:۱۳) کہ خدا تعالیٰ نے ہر چیز کا اپنے علم سے احاطہ کیا ہوا ہے اور اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے (یہ ایک لمبی آیت ہے جس کا آخری ٹکڑا میں نے آپ کے سامنے پڑھا) کہ خدا تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے جب تک علم نہ ہو قدرت عقلاً ممکن ہی نہیں۔ اگر خدا تعالیٰ کے متعلق کوئی جاہل دماغ یہ تصور کرے کہ وہ انسان کے جسم کی ضروریات سے واقف نہیں تو اسے ساتھ یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ انسان کی ضروریات کو پورا کرنے پر قادر بھی نہیں۔ جب اسے علم ہی نہیں تو وہ اس کی ضروریات کو پورا کیسے کرے گا تو اللہ تعالیٰ قادر بھی ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے علم نے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ ہر چیز کے اندر اور باہر ظاہر اور باطن کو وہ جانتا ہے۔ ان قوتوں اور استعدادوں کو بھی جانتا ہے جو ابھی نشوونما حاصل نہیں کر سکیں انہیں بھی جانتا ہے جن کو نشوونما کا ماحول مل جائے اور وہ نشوونما حاصل کر لیں۔ انہیں بھی جانتا ہے جنہیں نہ ملے اور وہ نہ کر سکیں لیکن اپنی قوت اور استعداد کے لحاظ سے ان کے اندر یہ طاقت تھی۔ اس لئے جس دائرہ میں انسان کو آزادی دی اس میں انسان پر یہ ذمہ داری ڈالی کہ تم دوسرے کے حقوق کو غصب نہ کرنا۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:- يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ جو ان

کے آگے ہے اور جو پیچھے ہے وہ اسے جانتا ہے وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ (البقرة:۲۵۶) اور اس عالمگیر محیط علم میں سے کسی چیز پر بھی انسانی دماغ احاطہ نہیں کرسکتا، اسے جان نہیں سکتا۔

اللہ تعالیٰ کے اذن اور منشاء کے بغیر یعنی خدا تعالیٰ جب تک انسان کو عقل نہ دے اس وقت تک انسان خدا کے علم کے ایک چھوٹے سے حصے سے علم حاصل نہیں کرسکتا۔ جتنی ترقیات انسان نے کیں علم کے میدان میں وہ الٰہی اذن اور منشاء سے کیں۔

تو ان آیات سے بھی یہ پتہ لگتا ہے کہ علم سے ہر شے کا احاطہ صرف اللہ تعالیٰ نے کیا ہوا ہے۔ اس کی منشا کے بغیر کسی قسم کا کوئی علم بھی انسان یا کوئی اور چیز حاصل نہیں کرسکتی۔ انسان کے علاوہ دوسری جو جاندار یا دوسری اشیاء ہیں ان کی فطرت میں علم رکھ دیا ہے۔ مثلاً بھیڑ ہے۔ وہ چر رہی ہوتی ہے۔ وہ کسی سکول یا کالج کی پڑھی ہوئی تو نہیں ہے لیکن ایک ایسی بوٹی ہے جس پہ وہ منہ مارتی اور کھاتی ہے اور ایک ایسی بوٹی اس کے ساتھ اگی ہوئی ہے جس کو وہ سونگھتی اور ردّ کر دیتی ہے، کھانے سے انکار کر دیتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کی عقل کے اندر پہلے سے یہ علوم جو ضرورت کے مطابق تھے رکھ دیئے لیکن انسان کو آزادی دی۔ اس نے ترقیات کرنی تھیں، اس نے خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنا تھا، اس نے دنیوی علم کے میدان میں، روحانی علم کے میدان میں آگے سے آگے بڑھنا تھا۔ انسان کو قوت اور استعداد دی اور کہا ان قوتوں اور استعدادوں کی نشوونما کے لئے ہر چیز میں نے پیدا کر دی، اب تم کوشش کرو، ان چیزوں کو جو نشوونما کے لئے ضروری ہیں استعمال کرو اور آگے بڑھو۔ آگے بڑھو۔ آگے بڑھو میری رضا کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرو۔ میری نعماء سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرو۔

اس لئے ہر وہ بچہ جو کسی گھر میں پیدا ہوتا ہے وہ غریب گھرانا ہے یا کروڑ پتی گھرانا ہے اس کا یہ حق ہے کہ خدا تعالیٰ نے علمی میدانوں میں جو قوتیں اور استعدادیں اس کو دیں ہیں اور جن کی نشوونما سے وہ آگے سے آگے نکل سکتا ہے۔ ان قوتوں اور استعدادوں کی نشوونما ہو۔ جو امیر گھرانا ہے اسے خدا کہتا ہے۔ اپنی دولت غلط جگہ استعمال نہ کر، اپنے بچوں کی پرورش پر استعمال کر، جو غریب گھرانا ہے اسے خدا کہتا ہے فکر نہ کرو میں نے ایک ایسی جماعت پیدا کر دی

ہے جو کام تم نہیں کر سکتے وہ جماعت کرے گی۔ اس جماعت نے اعلان کیا ان وظائف کا۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ جماعت کی جو تعلیمی پالیسی تھی اس کا میں نے اعلان کیا۔ وہ انعامی وظائف نہیں ہیں۔ ادائے حقوق کے وظائف ہیں۔ مثلاً ایک بچہ ہے ایف۔ اے، ایف۔ ایس۔ سی اس نے پاس کیا ہے۔ بی۔ اے میں داخل ہوا۔ اس کے اپنے گاؤں یا علاقے میں کوئی کالج نہیں۔ دور اس نے جانا ہے۔ ہوسٹل کی رہائش اس نے اختیار کرنی ہے۔ چار سو روپیہ مہینہ اس کا خرچ ہے۔ ادائے حقوق کا وظیفہ ہم سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ اگر وہ خود چار سو میں سے سو روپیہ خرچ کر سکتا ہے تو اسے مجبور کیا جائے کہ وہ ایک سو روپیہ خرچ کرے اور جو بقیہ تین سو روپیہ ہے اس کا انتظام کر دیا جائے۔ اگر کوئی نصف خرچ خود کر سکتا ہے اس کا یہ حق نہیں کہ وہ پورے کا مطالبہ کرے۔ اگر کوئی ۳/۴ خرچ کر سکتا ہے اس کا یہ حق نہیں کہ اس ۳/۴ کا بھی مطالبہ کرے اور کہے میرے بیٹے کو سارا دو۔ جس کے حالات ایسے ہیں کہ وہ ایک دھیلہ بھی نہیں خرچ کر سکتا۔ اس کا یہ حق ہے کہ اس سے ایک دھیلہ بھی نہ خرچ کروایا جائے۔ یہ ٹھیک ہے بعض دفعہ قربانی لینے کے لئے ان سے تھوڑا سا خرچ کروانا بھی پڑتا ہے۔

لاہور میں جب ہمارا کالج تھا ایک بچہ بڑا ذہین۔ میرٹ سکالرشپ کی جو نئی سکیم چلی تھی اس میں وہ نہیں آ سکا تھا۔ چند نمبر اس کے کم تھے ویسے ذہین تھا۔ احمدی نہیں تھا۔ وہ میرے پاس آیا کہ داخل کر لیں۔ میں نے اس سے حالات پوچھے۔ اس نے کہا میں خرچ کچھ نہیں کر سکتا اور میں ہر جگہ گیا ہوں۔ کوئی دوسرا کالج مجھے پڑھانے کے لئے تیار نہیں۔ سنا ہے آپ پڑھانے کا انتظام کر دیتے ہیں اس لئے میں آپ کے پاس آ گیا ہوں۔ میں نے اسے کہا کہ اگر تم خرچ ہی کچھ نہیں کر سکتے تو تم نے میٹرک کس طرح پاس کر لیا۔ اس نے کہا۔ میرا ایک بڑا بھائی ہے وہ گورنمنٹ میں کلرک ہے۔ نوّے، سو روپیہ اس کو ملتا ہے۔ میرا باپ بھی نابینا، ماں بھی نابینا۔ میرے بھائی نے اپنے پاس رکھا ہوا ہے۔ سکول میں مجھے رعائتیں مل گئی تھیں۔ گھر میں وہ مجھے روٹی دے دیتا تھا اب بھی دے گا۔ میں نے اس کے حالات سُنے۔ میں سمجھا اس کا حق ہے کہ اس کو پڑھایا جائے۔ میں نے یہ بھی سمجھا کہ اس کا یہ بھی حق ہے کہ کچھ بوجھ اس کے اوپر ڈالا جائے۔ مَیں نے اسے کہا کل دس روپے لے کے آ جانا میں تمہیں داخل کر لوں گا۔ اس نے چار

سال ہمارے پاس گزارے، بی اے پاس کیا۔ چار سال میں صرف دس روپے اس سے لئے اور اب میں جب کہ یہ بات کر رہا ہوں اب بھی مجھے تکلیف ہو رہی ہے کیونکہ مجھے یقین ہے کہ اس کے دس روپے کی ادائیگی کے نتیجہ میں چند دن ان کے گھروں میں نیم فاقہ رہا ہوگا۔ اتنی غربت تھی اس گھر میں۔ میرے دماغ نے فیصلہ کیا جب تک یہ خاندان بچے کی تعلیم کے لئے کوئی قربانی نہیں دے گا۔ ان کو یہ خیال نہیں پیدا ہوگا کہ اس کو سنبھالا جائے اور یہ پڑھائی کی طرف توجہ دے۔

تو یہ چھوٹے چھوٹے بوجھ شاید ہمیں بھی ڈالنے پڑیں۔ اس کے سارے اخراجات ادا کئے گئے۔ بیماری کا خرچ بھی۔ ایک دفعہ وہ بیمار ہوگیا تو کالج کی طرف سے ساڑھے تین سو چار سو روپیہ خرچ کیا گیا۔ اس نے صرف دس روپے دیئے ہوئے تھے۔ ساری فیسیں معاف، اس سے ایک پیسہ نہیں لیا۔ اس کی ہر ضرورت پوری کی لیکن وہ بڑا شریف دماغ تھا اس میں عزت نفس تھی۔ اس طرح بھیک منگوں کی طرح مطالبہ نہیں کرتا تھا۔ تو وہ چار سال پڑھا۔ اس وقت خلیفہٗ وقت کی طرف سے مجھے حکم تھا کہ پڑھاؤ۔ میں پڑھاتا تھا۔ جماعت بڑی قربانی دے رہی تھی۔ سینکڑوں ایسے بچے جو احمدی نہیں تھے ان کو جماعت احمدیہ نے ہر ممکن حد تک پڑھایا اور کسی پر یہ احسان نہیں اور کوئی فخر نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ساری عزتیں اور فخر اسی کو ہیں۔

میں نے ایک کمیٹی مقرر کی کہ قواعد بناؤ۔ انہوں نے انعامی وظائف کے قواعد بنا دیئے حالانکہ میں نے وضاحت کی تھی کہ ادائے حقوق کے قواعد بننے ہیں پھر میں نے وہ سارے کاغذات ان کو واپس کر دیئے۔ دعا کریں کہ وہ جلد بنالیں تا کہ کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔

یہ منصوبہ اس سال سے شروع ہوا ہے۔ پچھلے سال کے اس سے پچھلے سال کے جو طلبہ ہیں ان کو یہ زیر غور نہیں لائیں گے۔ اگر ان میں بہت ذہین ہے کوئی تو وہ اسی منصوبے کا دوسرا حصہ ہے کہ جو (جینئیس Genieus) ہے اسے ہم ضائع نہیں کریں گے۔ جو بہت ذہین دماغ ہے اس کو تو وہ چاہے تین سال پہلے کا ہو اگر اس قابل ہو تو اس کا بوجھ اٹھالیں گے لیکن وہ استثناء ہوگا۔ قانون جو ہے وہ صرف اس سال سے چالو ہوگا۔

جلسہ سالانہ پر مَیں نے جو تقریر کی تھی وہ سارے پاکستان میں باہر بھی پھیلی۔ کراچی اور

سندھ کے سفر میں مَیں نے دیکھا کہ ہمارے چھوٹے بچوں اور بڑے طالب علموں میں ایک بڑا جذبہ اور جوش ہے۔ بیسیوں نے مجھے کہا دعا کریں کہ جو آپ نے کہا ہے اتنے سائنس دان خدا دے ہمیں بھی اس فہرست میں خدا شامل کرے۔

آگے بڑھنے کا ایک جذبہ ہے۔ ان کو دیکھ کر بڑی خوشی ہوتی تھی۔ ان کے لئے مَیں نے کراچی کے خطبہ میں یہ اعلان کیا کہ اس سال ہر بچہ جو کسی کلاس میں پاس ہوتا ہے (پہلی میں بھی پاس ہوتا ہے) وہ مجھے خط لکھے، بچہ ہو یا بچی ہر ایک مجھے خط لکھے کہ میں پاس ہو گیا۔ اس کا فائدہ ہمیں یہ ہوگا کہ اگر ماں باپ یہ خیال کریں اور جماعتیں خیال کریں کہ یہ خطوط آجائیں تو ہمارے رجسٹر مکمل ہو جائیں گے ان کو میں نے کہا مجھے ہر بچہ جو خط لکھے گا اس کا جواب میں اپنے دستخطوں سے دوں گا۔

دوسرے مَیں نے یہ کہا کہ پانچویں جماعت کا امتحان محکمۂ تعلیم کی طرف سے ہوتا ہے۔ آٹھویں کا بھی، دسویں کا بھی، دسویں بورڈ کی طرف سے انٹرمیڈیٹ کا بھی، چودھویں اور اس کے بعد یعنی بی۔اے، بی۔ایس۔سی اور اس سے اوپر یونیورسٹی امتحان لیتی ہے۔ میں نے ایک تعداد معین کر دی مثلاً آٹھویں کے متعلق میں نے کہا کہ ہر ریجن کے محکمہ تعلیم کا جو امتحان ہے ہر بچہ جو اس امتحان میں آٹھویں میں اوپر کی تین سو پوزیشنز میں آئے گا وہ مجھے لکھے گا کہ مثلاً ایک سو پچاسویں میری پوزیشن ہے تو اس کو خط کے علاوہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو تفاسیر چھپ رہی ہیں (پانچ جلدیں چھپ چکی ہیں آپ بھی ان کو خریدیں اور جو ذمہ دار ہیں وہ شائع بھی کریں) میں اپنے دستخط کر کے اور دعا کے ساتھ وہ ان کو تحفہ بھیجوں گا۔ اس سے اوپر کے امتحانوں کے بارہ میں بھی میں نے اعلان کر دیا ہے۔ وہ خطبہ جب الفضل میں چھپ جائے سارے پاکستان ساری دنیا کے جو احمدی طلبہ اور طالبات ہیں وہ بھی لکھیں۔ اس سکیم میں یہ جو ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کوئی کتاب بھیجوں گا۔ باہر والوں کو انگریزی کا ترجمۂ قرآن یا تفسیری نوٹ والا قرآن انشاء اللہ جائے گا۔

بات یہ ہے اور اسے اچھی طرح سن لیں کہ آج کی دنیا نے دولت بڑی کمائی لیکن آج کی دنیا ایسے موڑ پر آ گئی ہے کہ دولت ان کے کام نہیں آ رہی۔ علم ان کے کام آ رہا ہے۔ آج اگر

اخباروں میں آپ دیکھتے ہیں۔ کوئی جھگڑا ہوا امریکہ اور روس کا تو یہ آپ نے کہیں نہیں پڑھا ہوگا کہ امریکہ کے پاس اتنی دولت اور روس کے پاس اتنی دولت ہے۔ یہ آپ ضرور دیکھتے ہوں گے کہ امریکہ کے پاس اتنے ایٹم بم یا ہائیڈروجن بم یا کئی اور چیزیں ہیں یا اتنی سب میرین (Submarine) ہیں یا اتنے ہوائی جہاز ہیں یا یہ اور وہ۔ جس کی بنیاد علم کے اوپر ہے۔ ویسے تو نہیں بن جاتے یہ۔ جس نے ایٹم کا باریک ذرہ توڑا اپنے دماغ میں فارمولا بنایا، اس کے اندر چھپی ہوئی عظیم طاقت جو خدا تعالیٰ کے علم میں تھی (اور خدا تعالیٰ ہی اس ذرے میں وہ طاقت پیدا کرسکتا ہے انسان پیدا ہی نہیں کرسکتا) اسے معلوم کیا اس نے اسے پیسے کے زور سے تو نہیں معلوم کیا۔ علم کے زور سے معلوم کیا۔ یہ ٹھیک ہے کہ علم کی غلام ہے دولت، دولت کا غلام نہیں ہے علم۔ یعنی علم کو علمی میدانوں میں آگے بڑھنے کے لئے دولت کی ضرورت ہے۔ بڑے سوفسٹی کیٹڈ (Sophisticated) اپریٹس وہ تیار کرتے ہیں بڑا خرچ آتا ہے ان پر لیکن یہ کہ علم دولت کا غلام بن جائے یہ نہیں ہے۔ دولت جتنی بھی ہو، اس کی فراوانی ہو، علم کی ہمیشہ غلام رہتی ہے۔ اس موڑ کے اوپر اگر جماعت نے غفلت کی اور یہ جو بڑا عظیم منصوبہ تعلیمی میدان کا میں نے جماعت کے سامنے رکھا ہے اس سے ذرا بھی بے پرواہی کی تو جماعت بڑی تکلیف اٹھائے گی۔ اس واسطے ہر گھرانے کا فرض ہے کہ وہ ایک ذہن بھی ضائع نہ ہونے دے۔

پہلے تو آپ کہتے تھے جی بچہ بڑا ذہین ہے کیا کریں پیسے نہیں۔ اب آپ یہ کہتے ہیں کہ بچہ بڑا ذہین ہے اور جماعت کہتی ہے ہمارے پاس پیسے ہیں ہم اسے پڑھائیں گے۔ پھر کیوں آپ اس طرف سے بے توجہی کریں گے۔

اس کا ایک حصہ جس کا میں نے اعلان کیا تھا وہ بھی بڑا ضروری ہے اس عمر کے دائرے کے اندر جو میٹرک تک کی عمر ہے ہر احمدی جو آئندہ میٹرک کی عمر کو پہنچے وہ میٹرک کا امتحان بھی پاس کرے۔ یہ سکیم براڈ بیسڈ (Broad Based) ہے۔ مَیں علم کی بڑی چوڑی بنیاد رکھنا چاہتا ہوں وسعت کے لحاظ سے۔ جب تک یہ وسعت نہیں ہوگی اس وقت تک رفعت بھی نہیں ہوگی۔ جتنا اونچا مینار لے جانا ہو اتنی مضبوط بنیاد رکھی جاتی ہے ہر بچے کو خواہ وہ تھرڈ ڈویژن میں پاس ہوتا ہے میٹرک پاس ہونا چاہیئے۔ اگر آپ اگلے دس سال کے اندر اس مقصود کو حاصل کرلیں اس

ٹارگٹ کو آپ حاصل کرلیں تو دنیا میں انقلابِ عظیم آ جائے گا۔ آپ کی دنیا میں اور آپ کے اردگرد کی دنیا میں بھی اور اس کے بغیر ہم اس ذہن کو اٹھا بھی نہیں سکتے جسے ہم نے اٹھا کے آگے لے جانا ہے۔ بہت سارے بچے اگر آپ نے آٹھویں میں ان کے ذہن مار دیئے اگر پانچویں میں آپ نے ان کے ذہن مار دیئے وہ دسویں کے بعد آگے کیسے جائیں گے۔

یہ خیال غلط ہے کہ ذہن کا پتہ پہلے دن سے لگ جاتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ ۶۰، ۷۰ فیصد ایسے بچے ہیں جو ابھی سکول ایج (School Age) کے بھی نہیں ہوتے یعنی اپنی عمر کے لحاظ سے ایسے نہیں ہوتے کہ سکول میں داخل ہوسکیں ان کے ذہنوں کا پتہ لگتا ہے ہوشیار ہوتے ہیں لیکن مَیں تو بڑا لمبا عرصہ رہا ہوں اس میدان میں۔ مجھے ایک ایسے طالب علم کا علم ہے جس نے انٹرمیڈیٹ میں تھرڈ ڈویژن لی۔ جس نے بی۔ ایس۔ سی میں سیکنڈ ڈویژن لی اور اسی لڑکے نے ایم۔ ایس۔ سی میں فرسٹ ڈویژن لی۔ بعض ذہن آہستہ آہستہ ترقی کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی تو ہر صفت کا جلوہ ہر انسان پر مختلف ہے اور بعض ایسے بھی ہیں کہ انٹرمیڈیٹ تک آ کے ان کا ذہن ختم ہو جاتا ہے۔ ویسے شروع میں بڑے ہوشیار ہوتے ہیں وہ۔ گورنمنٹ کالج میں ایک لڑکا پڑھا کرتا تھا بڑا متعصب، ہمارے ساتھ ہی داخل ہوا۔ آوازے کسا کرتا تھا اور وظیفہ لے کے آیا میٹرک میں۔ مگر ایف ایس سی میں فیل ہوگیا۔ اس لئے نہیں کہ اس نے پڑھا نہیں۔ پڑھتا تھا بڑا۔ مگر اس کا دماغ اتنا ہی تھا۔ اس واسطے شروع سے آخر تک ہم نے جائزہ لینا ہے تا کہ کوئی ذہن بھی ضائع نہ جائے۔ یہ جو کمیٹی بنی ہے اس کو میں پھر توجہ دلا دوں۔ یہ انعامی وظائف نہیں۔ ادائے حقوق کے وظائف ہیں۔

پھر مجھے خیال آیا کہ ایک لڑکا امیر ہے اگر وہ ذہین ہے تو اس کی بھی قدر ہونی چاہیئے۔ یہ تو نہیں کہ ہم کہیں کہ چونکہ تیرے پاس دولت ہے اس واسطے تیرے علم کی ہم قدر نہیں کرتے۔ یہ بھی غلط ہے وظیفہ کی اس کو ضرورت نہیں اس لئے ہم اس کو وظیفہ نہیں دیں گے لیکن اس کے ذہن کی نوعِ انسانی کو ضرورت ہے اس کی اپریسیئیشن (Appreciation) ہونی چاہیئے۔ اس کی قدر ہونی چاہیئے۔ اس لئے (آج میں زائد کر رہا ہوں اس وقت ایک چیز) ہر وہ لڑکا جو امیر ہے اور مستحق نہیں ہے ادائے حقوق کے وظائف کا اگر وہ فرسٹ، سیکنڈ یا تھرڈ آتا ہے بورڈ میں یا

یونیورسٹی میں تو اس کو یا ان سب کو خدا کرے وہ سینکڑوں ہوں۔ جماعت کی طرف سے تمغے دیئے جائیں گے۔

صد سالہ جوبلی کے نام پر اور چاہے یہ بچے دنیا کے کسی ملک میں رہنے والے ہوں۔ اگر وہ اپنے ریجن میں اپنے انتظامِ تعلیم میں فرسٹ آئیں یا سیکنڈ آئیں یا تھرڈ آئیں تو تین قسم کے تمغے ان کو دیئے جائیں گے۔ یہ بتانے کے لئے انہیں اور ان کے خاندان کو کہ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک نعمتِ عظمیٰ قابلیت اور ذہن دیا جماعت اور انسانیت کا ایک حصہ اس کی قدر کرتا ہے اور جماعت ان کے لئے دعائیں کرے گی کہ اللہ تعالیٰ ان کو توفیق دے کہ وہ دولت پر نہ گریں بلکہ علم کی رفعتوں کے حصول کے لئے تکلیف اٹھا کر محنتِ شاقہ کر کے بلند سے بلند تر علم کے آسمانوں میں ہوتے چلے جائیں۔

وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ کا جو اعلان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر کوئی علم حاصل نہیں ہوسکتا دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ علم کے دروازے ہم پر کھولے اور جس طرح قرآن کریم نے کہا ہے کہ اَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةً (لقمان:۲۱) بامحاورہ اس کا ایک ہی ترجمہ ہوسکتا ہے کہ خدا تعالیٰ چھت پھاڑ کے دیتا ہے آسمانوں سے اس طرح اس کی نعمتیں نازل ہو رہی ہیں۔ علمی لحاظ سے بھی خدا تعالیٰ اتنا دے، اتنا دے کہ جتنا دنیا شاید نہ سنبھال سکے جماعتِ احمدیہ کو اس کے سنبھالنے کی بھی توفیق دے اور جماعت اسے سنبھال سکے۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۴؍ اپریل ۱۹۸۰ء صفحہ ۲ تا ۵)